خواتین کی سماجی زندگی پر حقِ وراثت کے اثرات

(تحقیقی سروے رپورٹ کی روشنی میں)

The effects of the right to inheritance upon the social life of women

☆ مسرت ملک

☆☆ ڈاکٹر منظور احمد الازہری

ABSTRACT

Women rights of inheritance have been provided by Islam and Pakistani law also ensures its application. As far as the society is concerned, it is presenting such a situation in which Islamic teachings are not being practised and implementation of law is not fully taken into practical accounts. To know the causes of this exploitation, this survey was conducted so that the real scenario of society can be presented in with the help of well-organized and exact facts and figures. Before going for survey, the researcher had tried to look into the previous researches and those have been summarized in the first part of the article. Consequences of denial of women from their right of inheritance are also described. Later the details of current survey are places and then the results are presented.

Keywords: Women, Inheritance, Islam, Law, Pakistan, Society

عہد جاہلیت میں خواتین کو وراثت میں سے حقوق نہیں دیے جاتے تھے۔ فوت شدہ کا کل ترکہ اس کے مرد ورثا میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اہل عرب میں جانشینی کا تصور قبائلی اعتبار سے محض مرد تک محدود تھا۔[۱]

ابن جشم نے مردوں اور عورتوں کو برابر کا حصہ دینے کا قانون وضع کیا جس پر کچھ عرصہ عمل بھی ہوا لیکن بعد میں اس کو ترک کر دیا گیا۔[۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل شریعتوں میں خواتین کے وراثتی حقوق یا تو سرے سے موجود ہی نہیں تھے یا انتہائی ناانصافی اور استحصال پر مبنی تھے۔ مدنی دور میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی

☆ پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر، ہائی ٹیک یونیورسٹی، واہ کینٹ

☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ہائی ٹیک یونیورسٹی، واہ کینٹ

(۱) محمد صدیق خان، (س۔ن)، جدید دنیا میں اسلامی قوانین اور خواتین، بین الاقوامی کانفرنس، جائنٹ فورم، اسلام آباد۔ ص ۱۸۲

(۲) اصغر حسین دیوبندی، (۱۳۴۹ھ)، مفید الوارثین، دہلی، انڈیا۔ ج ۱، ص ۱۹

شہادت کے بعد ان کا کل مال ان کے بھائی نے لے لیا۔ حضرت سعد ؓ کی دو بیٹیاں تھیں۔ان کی بیوہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا حل اللہ تعالیٰ نازل فرمائے گا۔ چنانچہ میراث کی آیت [1] نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو سعد کے بھائی کی طرف بھیجا اور دونوں بیٹیوں کو کل جائیداد کے دو دو حصے اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دینے کے بعد باقی مال سعد کے بھائی کے حوالے کر دیا۔ [2] عورت کو وراثتی حقوق دینے کا اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا۔اس کے بعد خواتین کے حقوق وراثت کا مستقل تعین کر دیا گیا تھا۔

ا - خواتین کی سماجی زندگی پر حقِ وراثت کے اثرات:

خواتین کی سماجی و معاشی زندگی میں بہتری لانے کے لیے اس مال کا انتہائی اہم کردار ہے جو انہیں وراثت کے طور پر ملتا ہے۔ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد میں سے حصہ نہ صرف ان کی مالی اعانت کا سبب بنتا ہے بلکہ ان کے لیے سماجی تحفظ کا جامن بھی ہے۔

جنوبی ایشیا میں خواتین کے وراثتی امور سے متعلق ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق وراثت کا حق عورتوں کی فلاح، بہتری، مساوات اور ترقی کا ضامن ہے اور اسی ضمانت کی اہمیت و افادیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ ادارے ہمہ وقت اس کو عملی طور پر یقینی بنانے کی غرض سے فعال رہیں۔ زمین پر عورتوں کی ملکیت کا حق تصور کر لینے کے بعد نہ صرف گھر میں بلکہ معاشرے میں ان کی اہمیت مردوں کے برابر تسلیم کی جا سکتی ہے۔ ان کا مال ان کے لیے بھی اتنا ہی مفید اور نفع بخش ہو سکتا ہے جتنا مردوں کے لیے ہو سکتا ہے۔ زمین ایک پیداواری اثاثہ ہے کیونکہ اس سے مزید مال پیدا کیا جا سکتا ہے۔ [3]

دنیا میں نصف آبادی خواتین کی ہے اور بقیہ نصف آبادی بھی بلا واسطہ یا بالواسطہ انہی پر منحصر ہے۔ تہذیبوں کی ترقی میں ان کے بنیادی کردار کے باوجود دنیا کے متعدد حصوں میں ان کا مقام مردوں کے مساوی نہیں ہے اور نہ ہی انہیں وہ عزت و احترام حاصل ہے جو مردوں کو دیا گیا ہے۔ [4]

---

(۱) سورۃ النساء، ۴/ ۷-۸

(۲) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، (۱۹۹۴ء)، السنن، تحقیق: شعیب الارنؤوط، دار الفکر، بیروت۔ ۳/ ۱۲۰، رقم: ۲۸۹۱

(3) Bina Agarwal,(1998), Widows versus Daughters or Widows as Daughters? Property, Land and Economic Security in Rural India, Journal of modern Asian studies, p:32

(4) M. Hammadur Rahman, Kazi Naoroze, (2007), Women Empowerment through Participation in Aquaculture, Journal of Social Science 3 (4): 164-171

خواتین کے پاس جائیداد، مال، تعلیم، مہارت، ملازمت اور زمین کے حصول کے محدود ذرائع ان کے مقام و مرتبے کو بڑھا دیتے ہیں۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے تقریبا چار ارب لوگ خط غربت پر یا اس سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں جن کی دو تہائی عورتوں پر مشتمل ہے۔(۱) یہی وجہ ہے کہ خواتین مردوں کی نسبت زیادہ کام کرتی ہیں لیکن وہ مال کم کماتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کام کا تقریبا ساٹھ فیصد حصہ ایسے کاموں پر مشتمل ہے جس کی کوئی تنخواہ نہیں ہے۔ دوسری جانب سخت اور جفاکشی کی زندگی گزارنے کے باوجود دنیا میں موجود املاک کا انتہائی کم حصہ ان کی ملکیت میں ہے۔

ا- خواتین کا کم تر معاشرتی مرتبہ:

ہمارے معاشرے میں وراثتی حقوق براہ راست خواتین کے مقام کے ساتھ مربوط ہیں۔ جن خواتین کو ان کے والدین کی جانب سے وراثت میں سے حصہ مل جاتا ہے وہ بہتر سماجی مقام کی مالک ہیں کیونکہ ان کی معاشرتی تقویت میں بنیادی کردار ادا کرنے والے عناصر میں سے وراثت کا اولین کردار ہے۔ اس طرح خواتین کو وراثت میں سے جتنا زیادہ حصہ ملے گا ان کا سماجی مرتبہ اتنا ہی ارفع ہو گا جب کہ جن خواتین کو ان کے حق کا معمولی حصہ دے کر ٹرخا دیا جائے ان کی شخصیت مسائل کا شکار ہو سکتی ہے۔ پنجاب میں عورت کے لیے بوقت رخصتی جہیز اپنے ساتھ لانا ضروری سمجھا جاتا ہے اور سسرال میں اس کے بغیر اس کی ازدواجی زندگی کی بقا خطرے میں ہوتی ہے۔ اگر جہیز کے ساتھ ساتھ وراثت میں سے حصہ مل جائے تو اس کو زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے اور اس سے خاتونِ خانہ کا مرد پر انحصار کم ہو جاتا ہے۔ جہیز کے سامان اور وراثت کی ملکیت کی بنا پر اس کو سسرال میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اس حوالے سے ۱۲۰۰ شادی شدہ خواتین کے خیالات پر مشتمل Paul Bate کی ایک سروے رپورٹ سامنے آئی ہے جس کے مطابق سسرال میں جہیز اور مال و زر نہ لانے والی خواتین کو وہ مقام و مرتبہ نہیں دیا جاتا جس کی وہ توقع کرتی ہیں۔ اسی بنا پر وہ سسرال میں قابلِ رحم حد تک بے چارگی کی زندگی گزارنے پر مجبور پائی گئیں۔(۲)

ایک دوسری رپورٹ کے مطابق زمین کی مالک خواتین کو ان کے خاندان کے مردوں میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس مثبت رویے کی وجہ سے ان کی شخصی اہمیت اور خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ نیز ان علاقوں میں

([1]) Uttar Pradesh, Poverty, Growth and Inequality" (PDF). worldbank.org. World Bank Group. Retrieved 15 July 2019.

([2]) Paul Bate, (1990), Using the culture concept in an organization development setting, Journal of Applied Behavioral Science, P. 83-106

خواتین معاشرتی، معاشی، سیاسی اور تعلیمی اعتبار سے زیادہ مضبوط ہیں جہاں ان کے وراثتی حقوق ان کو دینے میں کسی قسم کی ناانصافی کا ارتکاب نہیں کیا جاتا ہے۔ (۱)

اس کے برعکس وہ خواتین جن کو جہیز یا وراثت کا حق نہیں ملتا ہے بلکہ ان کے بھائی اور دیگر مرد حضرات ان کے حق پر قبضہ کر لیتے ہیں ان کو سسرال میں ہر قدم پر طعنے سننے پڑتے ہیں، تحقیر کو برداشت کرنا پرتا ہے نیز ان کے شوہروں کی جانب سے ان کو قطعی طور پر کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ (۲)

۲ - مردوں پر کلی انحصار:

جن معاشرون میں عورتوں کو حقِ وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے وہاں مرد شاہی نظام مروج ہے اور خواتین کو زندگی کے ہر معاملے میں مردوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔یقیناً مرد ہر صورت میں اپنی اجازرہ داری کو قائم رکھنے کی کوشش میں مگن ہیں اور اس ضمن میں وہ خواتین کے حق کا استحصال کرنے میں میں بھی تردد نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نظام کی بقا کے لیے ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں جو نہ صرف عورتوں کے حق میں مضر ہیں بلکہ مجموعی طور پر معاشرتی نظام کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں۔ عورتوں کی شادیاں اپنے ہی خاندان میں کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے تا کہ خاندانی زمین تقسیم نہ کی جائے اور وہ باہر نہ جا سکے۔ اس لیے یہاں شادی اور نکاح کا مقصد نسلِ انسانی کو آگے چلانا یا خواتین کا گھر آباد کرنا نہیں بلکہ جائیداد کو محدود افراد کے قبضے میں رکھنا ہے۔یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر عورتوں کی شادیاں کرتے ہوئے خاندان کے مردوں کے ساتھ ان کی برابری اور ہمسری کو بھی نہیں دیکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے عورتوں کی ازدواجی زندگی مسائل میں گھر جاتی ہے۔

اس ضمن میں ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والی ایک سروے رپورٹ کے مطابق خواتین کے معاشی مسائل کو سامنے لاتے ہوئے یہ واضح کیا گیا کہ مردوں کی حاکمیت کے مروج ہونے کی بنا پر متمول خاندانوں کی عورتوں کو بھی اسی طرح مالی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس طرح غریب خواتین کو کرنا پرتا ہے۔ جن خاندانوں کی خواتین کا حق، ملکیت محفوظ ہے وہاں عورتوں کو اپنے اور اپنے بچوں کے اخراجات چلانے کے لیے چونکہ مردوں پر انحصار نہیں کرنا پڑتا اس لیے وہ آزادانہ طور پر اپنی ضروریات کو پورا کرنے پر قادر ہیں۔

([1]) Clement Allan Tisdell, K.C. Roy, Property rights in women's empowerment , International Journal of Social Economics, April (2002), Vol 29(4), P. 315-334 ·

([2]) Atif Abbasi, Saqib Hameed, Asif Iqbal, Amber Arooj, Wafa Hussain, Sheeba Arooj, (2013), Paid Work & Decision Making Power of Married Women Cross Sectional Survey of Muzaffarabad Azad State of Jammu & Kashmir, Journal of Advances in Applied Sociology, June 28, Vol.3 No.3

۳ - بے اختیاری:

پیسہ سماجی رتبے کا تعین کرتا ہے۔ جس شخص کے پاس کم مقدار میں مال ہو اس کا معاشرتی رتبہ زیادہ مالدار شخص کی نسبت کم تر ہوتا ہے۔ کسی بھی مالی چیز پر ملکیت کا اختیار سماجی سطح پر کئی معاملات میں طاقت کے حصول کا سبب بن سکتا ہے۔ طاقت اور معاشرے کے مابین ایک متوازن ربط قائم کرنے میں جائیداد کا بنیادی کردار ہے۔

International Fund For Agricultural Development (IFAD) کی سروے رپورٹ کے مطابق خواتین کو تعلیم، صحت اور غیر مادی سہولیات کی فراہمی زمینی وراثت کی فراہمی سے زیادہ آسان ہے۔ اول الذکر کی فراہمی ان کی زندگی میں بہتری پیدا کر سکتی ہے جب کہ جائیداد کی فراہمی ان کی معاشرتی اور سماجی طاقت میں اضافہ کرتی ہے۔ سیاسی، اقتصادی اور سماجی طاقت بالعموم ایک دوسرے کے متوازی ہوتی ہیں۔ جائیداد میں سے زمین کی ملکیت سے زراعت یا ٹھیکے کے ذریعے خواتین کے پاس مزید اکتسابِ مال کے وسائل دستیاب ہو سکتے ہیں اور ان کے نتیجے میں خاندانی سطح پر بے اختیاری کے مقابلے میں ملکیت کے اختیار کی حالت بہتر زندگی کی غمازی کر سکتی ہے۔ (۱)

پاکستان میں زمین میں سے وراثت کا حصہ خواتین کے لیے ایک پیچیدہ معمہ بن چکا ہے۔ اس کے حل کے لیے قانونی اور سماجی سطح پر اصلاحات کی جا چکی ہیں لیکن چونکہ عوامی سطح پر شعور کی بیداری اور مذہبی اصلاح کا کام مثالی نوعیت کا نہیں کیا جارہا ہے اس لیے تا حال عملی اعتبار سے مسائل جوں کے توں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک خواتین کو زمین کی ملکیت کا حق نہیں دیا جائے گا، ان کی فلاح و بہبود میں انقلابی تبدیلی نہیں آپائے گی۔ زمین، مکان یا دکانات کی ملکیت تک خواتین کا اختیار ان کی زندگی کے مجموعی نظام میں بہتری کا سبب ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے جن ممالک میں اس کو ممکن بنایا جا چکا ہے وہاں کے حالات مشرقی ممالک سے مختلف ہیں۔ (۲)

خواتین کی روز مرہ بقا، معاشی تحفظ، جسمانی حفاظت اور شرعی و قانونی ذریعے سے دیے گئے حقوق کی یقینی فراہمی میں جن امور کا اساسی کردار ہے ان میں سے ملکیت پر ان کا اختیار سر فہرست ہے۔

([1]) IFAD, Rural Development Report 2016
https://www.ifad.org/documents/30600024/e8e9e986-2fd9-4ec4-8fe3 77e99af934c4

([2]) Ritu Agarwal Jayesh Prasad, (2007), Are Individual Differences Germane to the Acceptance of New Information Technologies?, Journal of decision Sciences, June

۴ - فیصلہ سازی کا اختیار:

اجتماعی خاندانی نظام میں عموماً خواتین کو تقسیم وراثت کے وقت فیصلہ سازی کے عمل میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر وہ گھریلو معاملات میں کوئی مشورہ یا تجویز دیں تو عموماً ان کے مشورے کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے وہ افرادِ خانہ میں احساس کمتری کا شکار رہتی ہے۔۔

ترقی پذیر ممالک میں خواتین کے پاس زمینی ملکیت کا حق ہوتا ہے۔ اس سے انہیں مادی ونفسیاری تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔ زمین کے ذریعے خوراک اور آمدنی کے حصول کے لیے سرگرمیوں کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ وراثتی حصے کی زمین اگر خواتین کے حوالے کر دی جائے تو اس سے نہ صرف زمین سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ خواتین کی اہمیت کو تسلیم کرنے کا معاشرتی رجحان بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ گھریلو یا معاشرتی سطح پر عورتوں اور مردوں میں جنسی امتیاز کے تصورات کا خاتمہ اسی ذریعے سے ممکن ہے۔

اس حوالے سے مصر میں ہونے والے ایک سروے کی رپورٹ کے مطابق مصری معاشرے میں یہ تصور تو موجود ہے کہ اسلام نے عورت کو مالکانہ حقوق دیے ہیں اور گھریلو معاملات میں اس کے مشورے کو اہمیت دی ہے لیکن وہاں عملی طور پر عورت کے پاس ملکیتی اختیارات کا فقدان ہے۔ معاشی معاملات پر مردوں کی اجارہ داری مسلسل قائم ہے جس کی وجہ سے گھریلو سطح پر یا معاشرتی حوالے سے خواتین کو ثانوی درجہ دیا گیا ہے۔ اس سروے رپورٹ میں کچھ ایسی خواتین کا بھی ذکر ہے جنھوں نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے عدالت کے ذریعے وراثت میں اپنا حصہ لیا۔ اس پر ملکیت کا اختیار حاصل کیا اور اس کی بنیاد پر معاشی امور کی انجام دہی کے ذریعے مزید کمائی کی تو نہ صرف خاندانی سطح پر ان کے وقار میں اضافہ ہوا بلکہ روز مرہ کے امور و معاملات میں ان کی تجاویز اور مشوروں کو بھی زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔ [1]

۵ - گھریلو تشدد:

ایک عمومی روایت کے مطابق خواتین اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر رکھنے یا قائم رکھنے کی غرض سے اپنے وراثتی حصے سے دست برداری کا اعلان کر دیتی ہیں۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ عموماً اپنے سسرال یا شوہر کے ساتھ ان کے تعلقات بہتر نہیں ہو پاتے جس کی وجہ سے وہ اپنے ازدواجی رشتے کے بارے میں عدم تحفظ کا شکار رہتی ہیں۔ بعض کیسوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے شوہر اور سسرال کی طرف سے خاتون خانہ ہمیشہ وراثتی حصے کے حوالے سے طنز

(1) Dewi Haryani Susilastuti, (2003), Women's education, work and autonomy: An Egyptian case, PHD Thesis, Department of Urban and Regional Planning, Florida State University,

کے نشتر بھی سہنے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ بات بڑھتے بڑھتے جسمانی تشدد تک بھی جا پہنچتی ہے اور عورت زندگی بھر ذہنی دباؤ اور نفسیاتی الجھنوں میں مبتلا رہتی ہے۔ اس کے تفصیلی حوالے اگلی فصل میں دیے گئے ہیں۔

٦- مستقبل کے بارے میں عدم تحفظ:

مستقبل کے غیر متوقع حالات مثلاً شوہر کی وفات، طلاق، جسمانی عذر یا شوہر کے کاروبار میں نقصان وغیرہ کا سامنا کرنے میں حقِ وراثت کے ذریعے خاتون کو تحفظ کا احساس ملتا ہے۔ وراثت میں ملنے والے حصے کو خواتین اپنے بچوں کی تعلیم پر، گھریلو اخراجات پر، اپنی شخصیت میں خود اعتمادی کرنے یا اپنی بیٹی کی شادی کے انتظامات پر خرچ کر سکتی ہیں۔ اس سے ملنے والا ذہنی اطمینان معاشرتی زندگی میں خواتین کے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔ وراثت میں ملنے والی زمین اس ضمن میں سب سے زیادہ طاقت ور اثاثہ ثابت ہوتی ہے جو ہجرت، طلاق یا شوہر کی وفات کی صورت میں پہنچنے والے کسی بھی صدمے کی صورت میں مستقبل کے تحفظ کا احساس دلاتی ہے۔ عصرِ حاضر میں زمین کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ محسوس کیا جا سکتا ہے کہ اگر خواتین کو ان کا زمینی حقِ وراثت دیا جائے تو مکمل طور پر مردوں پر انحصار کرنے والی خاتون اور اپنی ملکیت کے ذریعے معاشی طور پر مستحکم ہونے والی خاتون کے درمیان واضح فرق پیدا ہو سکتا ہے۔(1)

پیچھے بیان کیا جا چکا ہے کہ جن ممالک میں معاشی حالات عدم توازن کا شکار ہیں وہاں عموماً خواتین کو زمین کے وراثتی حق سے محروم رکھا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ان کا احساسِ تحفظ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ اکتساب مال کے لیے زمین کو مختلف سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود عورتوں کی ذہن سازی اس انداز میں کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کو خطرے میں ڈال کر حق وراثت سے دست برداری کا ارتکاب کر لیتی ہیں جس کا خمیازہ ان کو زندگی بھر بھگتنا پڑتا ہے۔

۷ - فکری تربیت کا فقدان:

اس میں کوئی شک نہیں کہ خاندان کا ادارہ انسانی زندگی کے تحفظ اور بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ایک اہم نقطہ ہے کہ خاندان کے ادارے میں توازن برقرار رکھنے کے لیے ہر فرد کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ حقوق کا بھرپور کیال رکھا جائے۔ اس ضمن میں اگر کسی ایک فرد کو اس کے حقوق دے دیے جائیں اور

(1) T. Dyson, M. Moore, (1983), On kinship structure, female autonomy, and demographic behaviour in India. Journal of Population and Development Review, Issue 9, P. 35-60.

دوسرے کو ان حقوق سے کلی یا جزوی طور پر محروم کر دیا جائے تو اس سے معاشرے میں خاندان کی نوعیت یا اہمیت ضرور متاثر ہو سکتی ہے۔(۱)

زمین اور گھر کی ملکیت پر خواتین کا عدم اختیار اور زمین، فرنیچر، کپڑوں، ذاتی املاک، گھریلو سامان اور نقدی پر جنسی بنیادوں پر مبنی ملکیتی امتیاز بہت زیادہ دیکھا گیا ہے۔ اس نظام میں خواتین کی معاشی بقا سخت خطرات سے دوچار ہے اور ان کو چھوٹی چھوٹی طبی ضروریات کے لیے بھی اپنی عزتِ نفس مجروح کروانی پڑ جاتی ہے۔(۲)

بین الاقوامی حقوقِ انسانی کے مطابق خواتین بغیر کسی جنسی امتیاز کے جائیداد کی ملکیت کا حق رکھتی ہیں۔ خاندان میں میاں بیوی دونوں ملکیت اور ملکیت کے انتظامی معاملات کے حق میں مساوی سطح پر کھڑے ہیں۔ ان قوانین کی ہر ملک میں تشکیل ہو جانے کے باوجود اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق محض دو فیصد عورتوں کے ان کے وراثتی حقوق دیے گئے ہیں۔

ہندوانہ رسوم کی پیروی میں پاکستان میں جہیز کی لعنت نے اس وراثتی عمل کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ بیٹیوں کو صرف اسی صورت میں وراثت کا حق دیا جاتا ہے اگر بیٹے موجود نہ ہوں۔ ۱۹۵۶ میں بننے والے قانون میں یہ واضح کر دیا گیا کہ جہیز ملنے کے باوجود بیٹی، بہن اور بیوہ ماں کو وراثت میں سے حصہ دیا جائے گا۔ اس کے باوجود عملی سطح پر اس کا نفاذ نظر نہیں آیا ہے اور ابھی بھی والد کی وفات کے بعد اس کی جائیداد پر بیٹوں کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ تجرباتی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی و سماجی رسوم، ملکی قوانین پر بھاری ثابت ہوتی ہیں اور قوانین کی حیثیت محض مثالی ہے۔

قبائلی رسوم بھی خواتین کے وراثتی استحصال کا سبب بنتی ہیں۔ انھیں زندگی کے ایک محدود دائرے میں قید کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ وسائل کے استعمال، ملکیت اور اختیار سے ان کو محروم رکھا جاتا ہے۔ زندگی کے کسی بھی معاملے حتی کہ ان کی اپنی شادی کے سلسلے میں بھی ان کی رائے نہیں لی جاتی ہے۔ ذرا سی جنبش ہونے پر ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ زرعی معاملات میں خواتین مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتی ہیں لیکن ان کا یہ کردار کسی بھی سطح پر تا حال باقاعدہ طور پر تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

قابلِ حیرت بات یہ ہے کہ عموماً قبائلی لوگ مذہبی معاملات کے زیادہ پابند نظر آتے ہیں۔ اسلام نے خواتین کو ان کے حقوقِ وراثت سے سرفراز کر رکھا ہے اس لیے قبائلی علاقوں میں ان حقوق کی فراہمی کی توقع زیادہ کی جاتی ہے لیکن اس حوالے سے وہاں کے حالات تشویش ناک ہیں۔ بیوہ کے حق وراثت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ بھائیوں کی

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: Leach Edmund, Social Anthropology, Fontana Press, (1986)

(2) Steinzor, (2003), Women’s property and inheritance rights, improving lives in a changing time, USAID, Washington

جانب سے بہن کی شادی کر دینے کے بعد اس کو اپنے کاندان کا حصہ نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ سسرال کا فرد قرار پاتی ہے۔(۱)

والد کی وفات کے بعد اگر بہن کو وراثت میں سے حصہ مل بھی جائے تو اس کو اپنا حصہ اپنے بھائی کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کے لیے چھوڑ دینا پڑتا ہے۔بصورت دیگر بھائی کے ساتھ قطع تعلقی کی صورت میں اس کے اپنے بچوں کی زندگی مسائل کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں اس کی بیٹیاں بھی مستقل میں اپنے حق وراثت کی حق دار قرار پاتی ہیں جس سے اس کے بیٹوں کے مالکانہ اختیارات متاثر ہو سکتے ہیں۔

۲ - تحقیقی سروے رپورٹ:

ا-بنیادی سوالات:

سروے کے بنیادی مسائل جن کے بارے میں عوامی خیالات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

خواتین کے وراثتی حقوق کے بارے میں لوگوں کے تصورات کیا ہیں؟

خواتین کے حقوقِ وراثت سے محرومی کے اہم اسباب کون کون سے ہیں؟

حقوقِ وراثت سے محرومی کے ان کی زندگی پر کون کون سے اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

۲-مفروضہ:

خواتین اپنے وراثتی حقوق سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔

معاشرتی اور سماجی روایات کی بنا پر خواتین کو زبردستی حقِ وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔

حقِ وراثت سے محرومی کی صورت میں خواتین کی زندگی گوناں گوں مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔

۳-سروے کا مقصد:

حق کے وراثتی حقوق سے متعلق معاشرتی تصور اور شعور کا جائزہ لینا۔

حق وراثت سے خواتین کی محروم کے اسباب کو سامنے لانا۔

([1]) Mumtaz Anwar,(2006), The Political Economy of International Financial Institutions' Lending to Pakistan, Hamburgisches Welt-Wirtschafts-Archiv (HWWA), Hamburg Institute of International Economics, p 338

حقِ وراثت سے محرومی کی صورت میں خواتین کی زندگی پر پڑنے والے اثرات سے پردہ اٹھانا۔

۴- طریقہ تحقیق:

سماجی علوم کی سطح پر سروے کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ تحقیقی خاکہ تفصیلات کی روشنی میں محقق کے کے تحقیقی اسلوب کو واضح کرتا ہے۔ سروے سے متعلقہ تحقیق کے دو حصے ہیں:

۵ - منصوبہ(Planning):

اس مرحلے میں محقق اپنی تحقیق کا ڈیزائن تیار کرتا ہے جس میں تحقیق کا مکمل منصوبہ پیش کیا جاتا ہے۔ تحقیقی خاکہ قدم بقدم معلومات جمع کرنے کے طریقے کے حوالے سے محقق کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی مدد سے یہ یقین کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ کون سا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور آگے کس مرحلے میں داخل ہونا ہے۔ [1]

۶ - عمل(Execution):

دوسرے مرحلے میں منصوبے کے مطابق اعداد و شمار جمع کر کے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

حالیہ سروے میں معلومات جمع کرنے کے لیے Qualitative اور Quantitative طریقہ اختیار کرتے ہوئے معلومات جمع کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں ایک سوال نامہ تیار کر کے اس کی مدد سے خواتین سے معلومات جمع کی گئی ہیں۔ ان خواتین کا تعلق راولپنڈی، ٹیکسلا اور چکوال سے ہے۔ ان خواتین سے انٹرویو کی صورت میں سوالات پوچھے گئے اور ان کے جوابات کی مدد سے معلومات جمع کی گئی ہیں۔ پڑھی لکھی خواتین کو سوال نامہ دیا گیا اور انھوں نے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد سوالات کے سامنے جوابات کی نشاندہی کی تھی۔ سوالات اردو زبان میں لکھے گئے تھے اور ان کی زبان آسان اور جملوں کی نوعیت سلیس تھی۔ انٹرویو کا طریقہ کار اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ جواب دہندہ تک سوال کے مفہوم کو صحیح اور واضح انداز میں پہنچایا جائے تا کہ اس کے لیے سوال کی نوعیت کو سمجھنا آسان ہو۔ محققہ نے انٹرویو کے دوران ایسے کئی سوالات کی وضاحت بھی کی جن کو سمجھنے میں جواب دہندگان کو دقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

([1]) Linda K. Owens,(2002), introduction to survey research design, SRL Fall, Seminar Series, http://www.srl.uic.edu/seminars/Intro/Intro_to_survey_design.pdf

۷ - تجرباتی سروے:

تحقیقی سوالنامے کیا افادیت کی جانچ کے لیے تفصیلی سروے سے قبل ایک تجرباتی سروے کیا جاتا ہے جس کی مدد سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالنامہ اپنے موضوع کے حوالے سے کس حد تک موثر ہے۔اس دوران اگر سوال نامے میں کوئی قابل اصلاح پہلو نظر آئے تو اس کی اصلاح کی جاتی ہے نیز اگر کسی سوال کا اضافہ کرنے یا کسی سوال کو حذف کرنا ضروری معلوم ہو تو اس کو ختم بھی کیا جاتا ہے۔اس مشق کے کا مقصد سوال نامے کی جانچ پڑتال ہوتا ہے اور اس کو Pre Test کہا جاتا ہے۔حالیہ سروے میں Pre Test کے لیے سات لوگوں کے انٹرویو کیے گئے تھے جن کے دوران کچھ اہم نکات سامنے آئے اور ان کی روشنی میں سوالات کی تشکیلِ نو اور ترتیبِ نو کی گئی تھی۔چنانچہ مطلوبہ ترامیم کے بعد فیلڈ سروے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔

۸ - شماریاتی تجزیہ:

حاصل ہونے والی معلومات کا شماریاتی تجزیہ انتہائی منظم ٹیبل کی مدد سے کیا گیا تھا۔اس ضمن میں کمپیوٹر کے جن سافٹ وئیرز کا استعمال کیا جاتا ہے ان میں SATA[1], SPSS[2] اور SAS[3] شامل ہیں۔ محققہ نے ان میں سے SPSS کا انتخاب کیا کیونکہ سوشل سائنسز میں تحقیقی مقاصد کے لیے زیادہ تر اسی سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ سروے کی افادیت میں اضافہ کرنے کے لیے اعداد و شمار کو تحقیق کے مقاصد کی روشنی میں جانچا گیا اور SPSS کی مدد سے ہر پہلو کا فی صد کے اعتبار سے نتائج کے ساتھ ربط قائم کیا گیا تھا۔معلومات کو ٹیبل کی صورت میں پیش کیا گیا اور جغرافیائی پیش کش کو تفصیلی تعبیرات کے ساتھ نمایاں کی گیا تھا۔

۹ - معلومات کی رمز بندی(Coding of questionnaire):

سروے سے حاصل کی گئی معلومات کو تحقیقی عمل کے دوران رمز بندی میں منتقل کیا جاتا ہے۔ سوال نامے کی مدد سے ملنے والے جوابات کو ان رموز میں تبدیل کیا جاتا ہے جن کو کمپیوٹر کا سافٹ وئیر سمجھ سکتا ہے۔اس کے نتیجے میں تحقیقی عمل کے دوران غلطی کے امکانات کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کو بھی

---

(1) SATA (Software Architectural Transformation Algorithm)

(2) IBM SPSS Statistics.

(3) SAS (Statistical Analysis System)

محققہ نے آبادی اور شماریات کے اعتبار سے کمپیوٹر کی رمزیت کے مطابق تبدیل کیا تھا اور اس کی مدد سے حاصل ہونے والے نتائج کیا تجزیہ کیا گیا ہے۔

۱۰ - ترتیبِ اعداد و شمار (Tabulation of statistics):

مختلف زمرہ جات میں اعداد و شمار کو تقسیم کرنے کے بعد اس کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جس کو Tabulation کہا جاتا ہے۔ سطور کو افقی جب کہ کالموں کو عمودی انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ زمرہ کی نوعیت کے مطابق یہ یک سطری یا یک کالمی کے علاوہ دو سطری اور دو کالمی یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ حالیہ سروے سے حاصل کی گئی معلومات کو ایک ایسے گراف میں پیش کیا گیا ہے جو تعداد اور فیصد دونوں کی سوالنامے میں دی گئی ترتیب کے حوالے سے تنظیمی پیشکش کرتا ہے۔

۱۱ - سروے کے دوران پیش آمدہ مسائل:

تجرباتی سروے کے بعد محققہ نے راولپنڈی کے کئی علاقوں کا دورہ کیا تا کہ سوال نامے کی مدد سے خواتین سے معلومات جمع کی جا سکیں۔ اس دوران کئی مسائل سے نبرد آزما ہونا پڑا جن میں:

متعدد علاقوں کی طرف جانے کے لیے محققہ کو ذرائع آمد و رفت کا فقدان ملا۔ وہاں پہنچنے کے لیے ٹیکسی انتہائی مہنگی ثابت ہوئی ہے۔

بعض خواتین انٹرویو دینے کے لیے آمادہ نہ ہو رہی تھیں۔ انھیں یہ خوف لاحق تھا کہ اگر ان کی فراہم کردہ معلومات کے بارے مین ان کے خاندان کے مردوں کو معلوم ہو گیا تو انھیں متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

بعض خواتین کو قائل کر تو لیا لیکن ان کی طرف سے خوف کے سبب غلط معلومات بھی فراہم کی گئیں تا کہ اگر ان کے انٹرویو کے بارے میں کسی کو علم ہو جائے تو بھی ان کی فراہم کی گئی معلومات کی بنا پر ان کے لیے کوئی مشکل نہ کھڑی ہو سکے۔

خواتین میں خواندگی کے فقدان کے باعث ان کے لیے سروے کی نوعیت کو سمجھنا انتہائی مشکل تھا۔ توضیحی گفتگو کے ذریعے ان کو باور کروایا گیا کہ انٹرویو سے حاصل کی گئی معلومات کو محض تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے گا اور اس کی وجہ سے ان کی ذاتی، خاندانی یا معاشرتی زندگی پر کوئی منفی اثر مرتب نہیں ہو گا۔

۳ - سروے کا سوال نامہ:

جواب دہندہ نمبر:

۱۔جواب دہندہ کی عمر:____________________

۲۔جواب دہندہ کی جنس:____________________

۳۔جواب دہندہ کی تعلیم:____________________

۴۔کیا آپ خواتین کے وراثتی حقوق سے متعلق آگاہ ہیں؟:____________________

۵۔کیا آپ حقوقِ وراثت سے متعلق اسلامی نظام سے آگاہ ہیں؟:____________________

۶۔معاشرہ خواتین کو وراثتی حقوق دینے میں متردد کیوں ہے؟ ____________________

۷۔ کیا آپ پاکستان میں حقوق وراثت کے قانون کے اطلاق سے مطمئن ہیں؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔معتدل

۸۔ کیا وراثتی حوالے سے مروج سماجی رسوم اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔معتدل

۹۔ حق طلبی کے نتیجے میں خواتین کو معاشرے میں اچھا سمجھا جاتا ہے یا برا سمجھا جاتا ہے؟

ا۔اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ۲۔برا سمجھا جاتا ہے ۳۔معتدل

۱۰۔ وراثتی قانون کے اطلاق کے حوالے سے قانونی اداروں کی کارکردگی کس حد تک تسلی بخش ہے؟

ا۔مکمل تسلی بخش ۲۔جزوی تسلی بخش ۳۔غیر تسلی بخش

۱۱۔ خواتین کی وراثت سے محرومی کا بنیادی سبب کیا ہے؟

ا۔ریاستی قانون ۲۔معاشرتی رسوم ۳۔مذہبی قوانین

۱۲۔ کیا عورت کو حق وراثت سے دست بردار ہو جانا چاہیے؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔معتدل

۱۳۔ کیا مردشاہی نظام عورتوں وراثتی استحصال کا ذمہ دار ہے؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔معتدل

۱۴۔ کیا ریاستی قانون عورتوں کے وراثتی حق کے حوالے سے تسلی بخش ہے؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔معتدل

۱۵۔ عورتوں کے حق وراثت کے استحصال کا اہم ذمہ دار کون ہے؟

ا. عورت کا خاندان

۲. عورت خود

۳. ثقافتی رسوم

۴. حکومت

۵. عورت اور خاندان دونوں

۱۶۔ خواتین اپنے حق وراثت سے خود دست بردار کیوں ہو جاتی ہیں؟

۱. بدنامی کے خوف سے

۲. والدین کی تربیت کی وجہ سے

۳. میکے کی قطع تعلقی کے خوف سے

۴. شوہر پر بھائی کو ترجیح دینے کی وجہ سے

۵. تعلیم کے فقدان کی وجہ سے

۶. سماجی قطع تعلقی کے خوف سے

۷. بھائیوں کی محبت کے دروس کی تاثیر کی وجہ سے

۱۷۔ کیا لڑکی کے جہیز کے اخراجات کو حق وراثت کا نعم البدل سمجھا جاسکتا ہے؟

۱۔ جی ہاں ۲۔ جی نہیں ۳۔ معتدل

۱۸۔ کیا حق وراثت سے محرومی کے سبب خواتین کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

۱۔ جی ہاں ۲۔ جی نہیں ۳۔ معتدل

۱۹۔ آپ کے علاقے میں حق وراثت محروم خواتین کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

۱. مردوں پر انحصار بڑھ گیا ہے۔

۲. معاشرتی زندگی میں ان کی بے بسی میں اضافہ ہوا ہے۔

۳. معاشرے میں ان کا مقام و مرتبہ منفی اعتبار سے متاثر ہوا ہے۔

۴. بیوگی کے بعد مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔

۵. معاشرتی اور معاشی، دونوں اعتبار سے مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔

۶. نفسیاتی امراض لاحق ہوئے ہیں۔

۲۰۔ حق وراثت سے محروم کر دینے کے بعد بھائیوں کا بہنوں کے ساتھ رویہ کس طرح کا ہوتا ہے؟

۱۔ معاون رویہ ہوتا ہے۔ ۲۔ غیر معاون رویہ ہوتا ہے ۳۔ معتدل

۲۱۔ کیا حق وراثت سے محروم ہونے والی خواتین کو گھریلو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟

ا۔جی ہاں ۲۔جی نہیں ۳۔ معتدل

۲۲۔ حق وراثت سے محروم خاتون کو سسرال میں کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

ا. احترام سے محرومی ۲۔ فیصلہ سازی کے عمل سے اخراج ۳۔ سسرال میں خود اعتمادی کا فقدان

۴۔ سسرالی معاشرے میں کمتری کا سامنا

۲۳۔ وراثت میں حق حاصل کرنے والی خواتین کو کون سے فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

ا. نفسیاتی تحفظ

۲. مزید آمدنی کے ذرائع کا حصول

۳. معاشی ضروریات کے لیے مردوں پر انحصار کا خاتمہ

۴. جواب دہندگان کی عمریں

جن لوگوں کو سروے میں گفتگو کا حصہ بنایا گیا ان کی عمریں مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ تھیں۔

ٹیبل:ا

عمر	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد (فیصد میں)
۲۵-۲۹	۳۰	۱۰	۱۰
۳۰-۳۴	۳۰	۱۰	۲۰
۳۵-۳۹	۱۱۰	۳۷	۵۷
۴۰-۴۴	۷۵	۲۵	۸۲
۴۵-۴۹	۱۵	۵	۸۷
۵۰-۵۴	۴۰	۱۳	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

مذکورہ ٹیبل میں جواب دہندگان کی عمروں کا ذکر ہے جس کے مطابق:

۲۵ تا ۲۹ سال کے جواب دہندگان کی تعداد ۳۰ (۱۰ فیصد)، ۳۰ تا ۳۴ برس کے جواب دہندگان کی تعداد ۳۰ (۱۰ فیصد)، ۳۵ تا ۳۹ برس کی عمر کے جواب دہندگان کی تعداد ۱۱۰ (۳۷ فیصد)، ۴۰ تا ۴۴ برس کی عمر کے جواب دہندگان کی تعداد ۷۵ (۲۵ فیصد)، ۴۵ تا ۴۹ برس کے جواب دہندگان کی تعداد ۱۵ (۵ فیصد)، جب کہ ۵۰ تا ۵۵ برس کے جواب دہندگان کی تعداد ۴۰ (۱۳ فیصد) تھی۔

معلومات کے اس نمائشی ٹیبل کی مدد سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب دہندگان میں زیادہ تعداد(۳۷فیصد) ان لوگوں کی تھی جن کی عمر ۳۵تا۳۹برس ہے۔

جواب دہندگان میں مردوں اور عورتوں کی تعداد:

ٹیبل:۲

جنس	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد(فیصد میں)
مرد	۱۴۱	۴۷	۴۷
خواتین	۱۵۹	۵۳	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

ٹیبل نمبر ۲ میں جواب دہندگان کی تقسیم تذکیر و تانیث کے اعتبار سے کی گئی ہے۔اس میں مردوں اور عورتوں کو اس لیے شامل کیا گیا تھا تاکہ دونوں میں وراثتی مسائل کے حوالے سے شعور کا جائزہ لیا جاسکے اور یہ معلوم کیا جاسکے کہ خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کے اسباب کیا ہیں۔ٹیبل میں پیش کردہ شماریات سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب دہندگان میں سے مردوں کی تعداد ۱۴۱(۴۷فیصد) جب کہ عورتوں کی تعداد ۱۵۹(۵۳ فیصد) تھی۔

جواب دہندگان کی تعلیمی قابلیت

ٹیبل:۳

تعلیمی سطح	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد(فیصد میں)
ناخواندہ	۳۶	۱۲	۱۲
پرائمری	۳۰	۱۰	۲۲
مڈل	۲۴	۸	۳۰
میٹرک	۹۵	۳۲	۶۲
ایف اے	۳۵	۱۲	۷۳
بی اے	۳۵	۱۲	۸۵
ایم اے	۴۵	۱۵	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

مذکورہ ٹیبل میں جواب دہندگان کی تعلیمی قابلیت بیان کی گئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناخواندہ جواب دہندگان کی تعداد ۳۶ (۱۲فیصد)، پرائمری پاس جواب دہندگان کی تعداد ۳۰(۱۰فیصد)، مڈل پاس جواب دہندگان کی

تعداد ۲۴ (۸ فیصد)، میٹرک پاس جواب دہندگان کی تعداد ۹۵ (۳۲ فیصد)، ایف پاس جواب دہندگان کی تعداد ۳۵ (۱۲ فیصد)، بی اے پاس جواب دہندگان کی تعداد ۳۵ (۱۲ فیصد)، ایم اے پاس جواب دہندگان کی تعداد ۴۵ (۱۵ فیصد) ہے۔ زیادہ تر جواب دہندگان میٹرک پاس ہیں۔

خواتین کے وراثتی حقوق کے متعلق آگاہ جواب دہندگان:

ٹیبل:۴			
جواب دہندہ	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد (فیصد میں)
آگاہ جواب دہندگان	۲۹۴	۹۸	۹۸
لاعلم جواب دہندگان	۶	۲	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

مذکورہ ٹیبل میں خواتین کے حق وراثت کا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے جواب دہندگان کی تعداد کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق ۹۸ فیصد لوگ وراثت میں خواتین کے حصے کا عمومی فہم رکھتے ہیں۔ انتہائی کم لوگ، جن کی تعداد دو فیصد تک ہے، اس سے بے خبر ہیں۔

حقوقِ وراثت سے متعلق اسلامی نظام کا تصور:

ٹیبل:۵			
جواب دہندہ	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد (فیصد میں)
آگاہ جواب دہندگان	۲۴۶	۸۲	۸۲
لاعلم جواب دہندگان	۵۴	۱۸	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

مذکورہ ٹیبل کے مطابق ۸۲ فیصد جواب دہندگان خواتین کے وراثتی حقوق کے بارے میں عمومی تصورات رکھتے ہیں اور ان کو اسلام میں خواتین کے وراثتی حقوق کے بارے میں کسی حد تک علم ہے۔ باقی ۱۸ فیصد لوگوں نے جواب میں بتایا کہ انھیں اسلام کے نظامِ تقسیم وراثت کی مبادیات اور تفصیلات سے آگاہی حاصل نہیں ہے۔ خواتین کے لیے اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں وراثت حصوں کا تعین کیا جاچکا ہے جس کی تفصیل اس مقالہ کے دوسرے باب میں دی گئی ہے۔

حقوقِ وراثت کے قانون کا عملی اطلاق:

سروے کے دوران پاکستانی قانونِ وراثت کے عملی نفاذ سے متعلق بھی لوگوں کی آراء جاننے کی کوشش کی گئی جس کے نتیجے میں ۵۸ فیصد جواب دہندگان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ پاکستانی معاشرے میں اسلام اور قانون کی طرف سے مقرر کیے گئے خواتین کے وراثتی حقوق کا عملی نفاذ نہیں ہوا ہے۔۱۰ فیصد افراد کا اس سے اختلاف سامنے آیا اور انھوں نے قانونِ وراثت کے اطلاق کے بارے میں تسلی کا اظہار کیا جب کہ ۳۲ فیصد لوگوں کے اس قانون کے عملی اطلاق کے بارے میں واضح ااور دوٹوک انداز میں اپنی رائے نہیں دی تھی۔

ٹیبل:۶

جواب دہندہ	تعداد	فیصد	مجموعی تعداد(فیصد میں)
مطمئن	۱۷۴	۵۸	۵۸
غیر مطمئن	۳۰	۱۰	۶۸
معتدل	۹۶	۳۲	۱۰۰
کل	۳۰۰	۱۰۰	==

۴ -خلاصہ و نتائج:

خواتین کے معاشی تحفظ اور ان کی خود اعتمادی کی تشکیل میں حق وراثت کے طور پر ملنے والے مالک کا کلیدی کردار ہے۔اس کی مدد سے سسرال اور معاشرے میں ان کا مقام و مرتبہ بڑھتا ہے۔خواتین کا حق وراثت ان کے معاشرتی و معاشی استحکام کی ضمانت ہے۔امور وراثت میں خواتین کا استحصال پاکستانی معاشرے میں معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔بیٹیاں بھی خاندان کا اسی طرح حصہ ہوتی ہیں جس طرح بیٹے خاندان کا حصہ ہوتے ہیں اس لیے کسی ایک بیٹی یا سب بیٹیوں کو خاندانی وراثت کے حصوں سے محروم کر دیا جائے تو یہ اس کے ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی قتل کے مترادف ہے۔اسلام اور پاکستان کا قانون خواتین کے وراثتی حق کی فراہمی کے لیے مکمل طور پر مدد و معاون کردار ادا کرتا ہے لیکن افسوس ناک حالت اس وقت بن جاتی ہے جب خواتین لاعلمی، مردشاہی نظام، سماجی رسوم، زمین سے متعلقہ پیچیدہ قانون اور اس قانون کے نفاذ کے لیے غیر میکانکی اور کمزور طریقہ کار کی بناپر اپنے حق سے محروم ہو جاتی ہیں۔سماجی رسوم اور مردشاہی نظامِ معاشرت کی بناپر خواتین کو خاندان کے مردوں کے حق میں حق وراثت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے جس سے خواتین کی معاشی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔یہ تمام امور اس امر کے شاہد ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں خواتین کو اسلام کا تفویض کردہ مقام و مرتبہ فراہم نہیں کیا گیا ہے۔

زمین پر مالکانہ دسترس، اختیار، گھر کی ملکیت وغیرہ عورتوں کے مجموعی نظامِ زندگی کے حوالے سے انتہائی اہم ہیں۔ عورتوں کی روز مرہ کی بقا، معاشی تحفظ، جسمانی حفاظت کے ساتھ ساتھ معاشرے میں مردوں کے مقابلے میں مساوی حقوق کا حصول ان کے حق وراثت کے ساتھ مربوط ہے۔ جن عورتوں کو یہ حق نہیں دیا جاتا ہے انھیں معاشرتی اور معاشی دونوں حوالوں سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انھیں ہر لحہ بے چارگی کا احساس ہوتا ہے اور گھریلو امور سے متعلق فیصلہ سازی میں ان کی کسی بھی تجویز کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔

وہ خواتین جن کو وراثت کا حق دیا جاتا ہے ان کے ساتھ سسرال میں بہتر سلوک کیا جاتا ہے۔ اس عزت و احترام سے معمور رویے کی بناپر ان کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خود مختاری کی حامل بن جاتی ہیں۔ انہیں جس استحکام کی ضرورت ہوتی ہے اس کا تعلق ذہنی، جسمانی، خاندانی، معاشرتی اور معاشی زندگی کے ساتھ ہے اور اس کی یقین دہانی کے لیے وراثت کا حق اساسی کردار ادا کرتا ہے۔ سروے کے دوران ان خواتین کو زیادہ مستحکم دیکھا گیا ہے جن کے میکے کی جانب سے ان کو وراثت کا حق دیا جاتا ہے۔ دوسری جانب حق وراثت سے محروم خواتین کو سروے کے دوران سسرال میں انتہائی ناگفتہ بہ حالات کا سامنا کرتے ہوئے پایا گیا ہے۔ ان کو نظر انداز کرنے میں صرف سسرال ہی نہیں بلکہ ان کے شوہر بھی ایک ہی راستے پر چلتے ہوئے پائے گئے ہیں۔

یہ سروے معاشرے میں خواتین کے وراثتی حقوق کے حوالے سے پیش آمدہ مسائل سے متعلق لوگوں کے شعور اور فکر سے آگاہ ہونے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس میں یہ پتہ چلانے کی کوشش کی گئی کہ آخر خواتین اپنے حق وراثت سے دست بردار کیوں ہو جاتی ہیں۔ حق وراثت سے دست بردار ہو جانے یا محروم ہو جانے کے بعد ان کو خاندانی، سماجی اور معاشی اعتبار سے کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سروے سے حاصل ہونے والے اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین معاشرتی رسوم ورواج کی چکی میں پس رہی ہیں۔ ۹۸ فیصد لوگ ایسے ملے ہیں جو نظامِ وراثت سے آگاہ ہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ خواتین کے لیے اسلام نے وراثتی حصوں کا تعین کر رکھا ہے۔ زیادہ تر لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ اسلام اور پاکستانی قانون عورتوں کو ان کے حق وراثت کی فراہمی تاکید کرتا ہے لکن پاکستانی معاشرے میں پنپتی ہوئی رسول اور رواج نے اس کے سامنے بند باندھ رکھا ہے۔ تقریباً ۳۳ فیصد لوگوں نے اقرار کیا کہ حق وراثت کی فراہمی کی وجہ سے عورتوں کی زندگی میں بہت آسانیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور انہیں اپنی معاشرتی زندگی میں ضروریات کے حوالے سے سہولت مل سکتی ہے۔ حق وراثت عورتوں کی خود مختاری کی علامت ہے اور زندگی میں کسی بھی ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہونے میں عورت کا وراثتی حق اس کے لیے انتہائی مدد ومعاون ثابت ہو سکتا ہے۔

۲۷ فیصد جواب دہندگان کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد شاہی نظام عورتوں کو ان کے وراثتی حق سے محروم رکھنے میں اساسی کردار ادا کرتا ہے۔ اس نظام کا مقصد مردوں کے حقوق اور ملکیت کو خواتین کے حقوق پر تفوق

دینا ہے۔ مردشاہی معاشرے میں مردوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ وہ عورتوں پر حاوی رہیں اور اسی کوشش میں وہ عورتوں کے ان کے حق وراثت سے محروم کر دیتے ہیں۔ ۳۸ فیصد لوگوں کا کیال ہے کہ سماجی رسوم عورتوں کو وراثت سے محروم کرنے کا سبب ہیں۔ ان رسوم میں جہیز سب سے اہم سمجھا جاتا ہے اور ایک مرتبہ جہیز اور شادی پر خرچا کرنے کے بعد بیٹی کو حق وراثت سے محروم کر دینا عین منطقی اور معقول خیال کیا جاتا ہے۔ اس عمل کے پیچھے یہ سوچ بھی کارفرما ہے کہ اباؤ اجداد کی جائیداد کو خاندان کے اندر ہی رہنا چاہیے۔

۵۵ فیصد جواب دہندگان کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی قانون بھی خواتین کو حق وراثت سے محروم رکھنے میں ذمہ دار ہے۔ عورتوں کے وراثتی حق کے بارے میں قانون تو بنایا جا چکا ہے لیکن اس کے نفاذ اور اطلاق کا کوئی طریقہ کار تا حال وضع نہیں کیا جا سکا ہے۔

۶۷ فیصد لوگوں نے حق وراثت سے محرومی کی صورت میں خواتین کو مسائل میں مبتلا ہونے کا اقرار کیا ہے۔ ۳۲ فیصد جواب دہندگان کا خیال ہے کہ حق وراثت سے محروم ہونے کی صورت میں خواتین معاشرے میں کم تر درجے پر سمجھی جاتی ہیں۔ مردوں پر ان کا انحصار بڑھ جاتا ہے اور مردوں پر مکمل طور پر منحصر ہونے کی صورت میں وہ معاشرتی تحفظات میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

۶۳ فیصد جواب دہندگان کے مطابق ان خواتین کو گھریلو تشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہے جن کو ان کا وراثتی حق نہیں دیا جاتا ہے۔ ۵۱ فیصد لوگوں کے مطابق ازدواجی زندگی میں وراثت سے محروم عورت کو مسائل و مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وہ خود اعتمادی کے فقدان میں مبتلا ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے گھریلو امور مین مطلوب کردار ادا کرنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔

خواتین کے حق وراثت کے بارے میں درجنوں تحریرین سامنے آچکی ہیں لیکن حق وراثت سے محرومی کے باعث ان کی زندگی پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سروے میں مذکورہ خلاء کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ اس سروے کا مقصد حق وراثت سے محرومی کے اسباب اور نتائج تھا۔

☆☆☆☆☆

مصادر و مراجع

۱. محمد صدیق خان،(س-ن)، جدید دنیا میں اسلامی قوانین اور خواتین۔ بین الاقوامی کانفرنس، جائنٹ فورم، اسلام آباد

۲. اصغر حسین دیوبندی،(۱۳۴۹ھ)، مفید الوارثین، دہلی، انڈیا۔

۳. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث،(۱۹۹۴ء)، السنن، تحقیق: شعیب الارنؤوط، دار الفکر، بیروت

4. Bina Agarwal, (1998), Widows versus Daughters or Widows as Daughters? Property, Land and Economic Security in Rural India, Journal of modern Asian studies
5. M. Hammadur Rahman, Kazi Naoroze, (2007), Women Empowerment through Participation in Aquaculture, Journal of Social Science.
6. Uttar Pradesh, Poverty, Growth and Inequality, (PDF). worldbank.org. World Bank Group. Retrieved 15 July 2019.
7. Paul Bate, (1990), Using the culture concept in an organization development setting, Journal of Applied Behavioral Science
8. Clement Allan Tisdell, K.C. Roy, Property rights in women's empowerment , International Journal of Social Economics, April (2002), Vol: 29
9. Atif Abbasi, Saqib Hameed, Asif Iqbal, Amber Arooj, Wafa Hussain, Sheeba Arooj, (2013), Paid Work & Decision Making Power of Married Women Cross Sectional Survey of Muzaffarabad Azad State of Jammu & Kashmir, Journal of Advances in Applied Sociology, June 28, Vol.3 No.3
10. IFAD, Rural Development Report 2016
11. https://www.ifad.org/documents/30600024/e8e9e986-2fd9-4ec4-8fe3 77e99af934c4
12. Ritu Agarwal Jayesh Prasad, (2007), Are Individual Differences Germane to the Acceptance of New Information Technologies?, Journal of decision Sciences, June
13. Dewi Haryani Susilastuti, (2003), Women's education, work and autonomy: An Egyptian case, PHD Thesis, Department of Urban and Regional Planning, Florida State University,
14. T. Dyson, M. Moore, (1983), On kinship structure, female autonomy, and demographic behaviour in India. Journal of Population and Development Review, Issue 9
15. Leach Edmund, Social Anthropology, Fontana Press, (1986)
16. Steinzor, (2003), Women's property and inheritance rights, improving lives in a changing time, USAID, Washington
17. Mumtaz Anwar,(2006), The Political Economy of International Financial Institutions' Lending to Pakistan, Hamburgisches Welt-Wirtschafts-Archiv (HWWA), Hamburg Institute of International Economics
18. Linda K. Owens,(2002), introduction to survey research design, SRL Fall, Seminar Series, http://www.srl.uic.edu/seminars/Intro/Intro_to_survey_design.pdf
19. SATA (Software Architectural Transformation Algorithm)
20. IBM SPSS Statistics.
21. SAS (Statistical Analysis System)